S_1999_3_684_693

عدالت عظمیٰ کی رپوٹیں 1999 ایس یو پی پی 3 ایس سی آر

دوارکا پرساد ستپتی

بنام۔

بدیوت پروا ڈیکشت اور دیگر

14 اکتوبر 1999

کے۔ٹی تھامس اور ایم۔بی۔شاہ، جسٹسز

مجموع ضابطہ فوجداری، 1973:

دفعہ 125 -شادی -ثبوت -شوہر نے دعوی کیا کہ شادی چاقو کی نوک پر دباؤ کے تحت کی گئی تھی اور اس لیے یہ ایک غلط شادی تھی -منعقد: دفعہ 125 کے تحت کارروائی میں شادی کے ثبوت کا معیار اتنا سخت نہیں ہے جتنا کہ دفعہ 494 آئی پی سی کے تحت بڑی شادی کے مقدمے میں درکار ہوتا ہے -ایک بار جب یہ تسلیم ہو جاتا ہے کہ شادی کے طریقہ کار پر عمل کیا جاتا ہے تو یہ قائم کرنا ضروری نہیں ہے کہ یہ متعلقہ رسومات کے مطابق مکمل ہے -لہذا، عدالت عالیہ نے صحیح طور پر فیصلہ دیا کہ دفعہ 125 کے تحت ثبوت کے معیار پر غور کرتے ہوئے بیوی نے شادی کو ثابت کیا تھا -ثبوت ایکٹ، 1872، دفعات 102 اور 103 -تعزیراتی ضابطہ، 1860، دفعہ 494۔

دفعہ 125 شادی -مفروضہ قابل تردید -منعقد: اگر دعویدار یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ اور اس کا مبینہ شوہر ایک ساتھ شوہر اور بیوی کے طور پر رہتے تھے، تو عدالت یہ فرض کر سکتی ہے کہ وہ قانونی طور پر شادی شدہ ہیں۔تاہم، یہ مفروضہ قابل تردید ثبوت ایکٹ، 1872، دفعات 50 اور 114 ہے۔

دفعہ 125 -خلاصہ تدارک -دفعہ 125 کے تحت منعقد حکم بالآخر فریقین کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین نہیں کرتا ہے- دفعہ 125 صرف بے سہارا بیوی، بچوں اور والدین کی دیکھ بھال کے لیے فراہم کرتا ہے -فریقین حیثیت کے اقرار کے لیے سول عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں۔

دفعہ 125 -دیکھ بھال -بیوی، بچے اور والدین -شوہر کے تحت حقوق بچے کی پدرانہ حیثیت اور شادی کی تقریب کی قبول شدہ حقیقت پر اختلاف نہیں کرتے تھے -منعقد: ان حالات میں، شوہر دفعہ 125 کے تحت کارروائی میں یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ کوئی جائز شادی نہیں ہے کیونکہ ضروری رسومات انجام نہیں دی

جاتی ہیں۔

دفعہ 125 - دیکھ بھال - پدرانہ - باپ کے انکار سے بچے کے پدرانہ ہونے سے انکار - ڈی این اے ٹیسٹ سے گزرنے سے بھی انکار - اثر - منعقد: والد کو بچہ ثبوت ایکٹ 1872، دفعات 112 اور 114 III (جی) کے تنازعہ کا حق حاصل نہیں ہے۔

مدعا علیہ نمبر 1 نے گواہوں کی موجودگی میں ایک مندر میں اپیل کنندہ سے شادی کی۔ شادی کے بعد مدعا علیہ نمبر 1۔ اسے اس بنیاد پر اس کے آبائی گھر میں رہنے پر آمادہ کیا گیا کہ اپیل کنندہ کے والدا سے اپنی بہو کے طور پر قبول نہ کریں۔ اس وقت وہ حمل کے اعلی درجے کے مرحلے میں تھیں۔ مدعا علیہ نمبر 1 اپنے والدین کے گھر میں رہی اور 3 سے 4 دن کے اندر اس نے ایک بچی کو جنم دیا۔ تاہم، اپیل کنندہ اور مدعا علیہ نمبر 1 الگ الگ رہتے رہے۔

مدعا علیہ نمبر 1 نے اپنے اور اپنی بیٹی کے لیے دیکھ بھال کے لیے مجموع ضابطہ فوجداری، 1973 کی دفعہ 125 کے تحت درخواست دائر کی۔ اپیل کنندہ نے مجسٹریٹ کے سامنے دعوی کیا کہ اسے چاقو کی نوک پر شادی کی تقریب سے گزرنے پر مجبور کیا گیا تھا اور اس لیے کوئی جائز شادی نہیں تھی۔ مجسٹریٹ نے درخواست کی اجازت دے دی۔ تاہم، اپیلٹ کورٹ نے مدعا علیہ نمبر 1 کو دی گئی دیکھ بھال کو کالعدم قرار دے دیا لیکن نابالغ بیٹی کو دی گئی دیکھ بھال کو برقرار رکھا۔

اپیل کنندہ اور مدعا علیہ نمبر 1 نے عدالت عالیہ کے سامنے نظر ثانی کی درخواستیں دائر کیں، جس نے اپیل کنندہ کی درخواست کو مسترد کر دیا اور مدعا علیہ نمبر 1 کی درخواست کی اجازت دی۔ عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ شادی مندر میں کی گئی تھی اور اپیل کنندہ کی اس دلیل کو مسترد کر دیا کہ شادی کی تقریب زبردستی چاقو کی نوک پر کی گئی تھی۔ عدالت عالیہ نے مزید کہا کہ بچہ اپیل کنندہ اور مدعا علیہ نمبر 1 کے درمیان تعلقات سے پیدا ہوا تھا۔

اس عدالت کے سامنے اپیل میں، اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ اس کے اور مدعا علیہ نمبر 1 کے درمیان کوئی جائز شادی نہیں تھی۔ کہ وہ بچے کا باپ نہیں تھا اور وہ ڈی این اے ٹیسٹ کروانے کو تیار نہیں تھا۔

اپیل کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد 1. مجموع ضابطہ فوجداری، 1973 کی دفعہ 125 کے تحت سمری کارروائی کے مقصد کے لیے شادی کی جواز کا تعین فریقین کی طرف سے ریکارڈ پر لائے گئے شواہد کی بنیاد پر کیا جانا ہے۔ ایسی کارروائیوں میں شادی کے ثبوت کا معیار اتنا سخت نہیں ہے جتنا کہ تعزیراتی ضابطہ 1860 کی دفعہ

494 کے تحت کسی جرم کے مقدمے میں درکار ہوتا ہے۔اگر ضابطہ کی دفعہ 125 کے تحت کارروائی میں دعویدار یہ ظاہر کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے کہ وہ اور مدعاعلیہ ایک ساتھ شوہر اور بیوی کے طور پر رہ چکے ہیں، تو عدالت یہ فرض کرسکتی ہے کہ وہ قانونی طور پر شادی شدہ شریک حیات ہیں، اور ایسی صورت حال میں، جو فریق ازدواجی حیثیت سے انکار کرتا ہے وہ اس مفروضے کی تردید کرسکتا ہے۔غیر متنازعہ طور پر، مندر میں شادی کے طریقہ کار پر عمل کیا گیا۔اپیل کنندہ نے مجسٹریٹ کے سامنے دعوی کیا کہ مذکورہ شادی دباؤ میں کی گئی تھی اور چاقو کی نوک پر اسے مالا کا تبادلہ کرنے کی ضرورت تھی۔ یہ دلیل سرکردہ شواہد سے ثابت نہیں ہوتی۔ایک بار جب یہ تسلیم ہوجاتا ہے کہ شادی کے طریقہ کار پر عمل کیا گیا تھا تو اس بات کی مزید تحقیقات کرنا ضروری نہیں ہے کہ آیا دفعہ Cr.P.C125 کے تحت کارروائی میں مذکورہ طریقہ کار ہندو رسومات کے مطابق مکمل ہوا تھا۔(689-جی؛ایچ؛690-اے؛بی؛سی)

شریمتی یمنا بائی اننت راؤ ادھو بنام اننت راؤ شیورام ادھو اور دوسرا (1988) 2ایس سی آر 809 اور بی ایس لوکھنڈے اور انر بنام ریاست مہاراشٹر اور دیگر (1965) 2ایس سی آر 837، پر انحصار کیا۔

2.1. دفعہ Cr.P.C125 کے تحت درخواست میں منظور کیا گیا حکم بالآخر فریقین کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین نہیں کرتا ہے اور مذکورہ دفعہ کو بیوی، بچوں اور والدین کو دیکھ بھال فراہم کرنے کے لیے خلاصہ علاج فراہم کرنے کے مقصد سے نافذ کیا گیا ہے۔(691-ایف)

2.2. بچے کی پدرانہ حیثیت پر اختلاف نہ کرنے اور اس حقیقت کو قبول کرنے کے بعد کہ شادی کی تقریب انجام دی گئی تھی، اگرچہ قانونی طور پر کامل نہیں ہے جیسا کہ دعوی کیا گیا ہے، اپیل کنندہ کے منہ میں شاید ہی دفعہ Cr.P.C125 کے تحت کارروائی میں یہ دعوی کرنا پڑے گا کہ کوئی جائز شادی نہیں تھی کیونکہ مذکورہ شادی کے وقت ضروری رسومات انجام نہیں دی گئیں تھیں۔دفعہ 125 کے تحت اس شق کو سماجی ماحول کا شکار بے سہارا خواتین، بچوں یا والدین کو مقنّنہ کی طرف سے دیے گئے حقوق کو شکست دینے کے لیے استعمال نہیں کیا جانا چاہیے۔(692-بی؛سی)

ایس سیتو راتھینم پلئی بنام باربرا عرف ڈولی سیتو رتھینم، (1971) 3ایس سی سی 923؛ رمیش چندر کوشل بنام مسز وینا کوشل اور دیگر اے آئی آر (1978) ایس سی 1807 اور ویمالا (کے) بنام ویرا سوامی (کے)، (1991) 2ایس سی سی 375، پر انحصار کیا۔

3. لہذا، اس ثبوت سے جو پیش کیا جاتا ہے اگر مجسٹریٹ دفعہ Cr.P.C125 کے تحت کسی کارروائی میں شادی کی کارکردگی کے حوالے سے پہلی نظر میں مطمئن ہے۔ جو ایک خلاصہ نوعیت کا ہے، ضروری

رسومات کی کارکردگی کے سخت ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ دفعہ Cr.P.C125 کے تحت دیکھ بھال کے حکم سے غم زدہ فریقین میں سے کوئی بھی فریق سول کورٹ پر حیثیت کے اعلان کے لیے مقدمہ چلا سکتا ہے کیونکہ دفعہ 125 کے تحت منظور کردہ حکم بالآخر فریقین کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین نہیں کرتا ہے۔(693-ڈی؛ای)

4. اپیل کنندہ نے دعویٰ کیا کہ وہ بچے کا باپ نہیں ہے لیکن ساتھ ہی وہ ڈی این اے ٹیسٹ کروانے کو تیار نہیں ہے۔لہذا، اپیل کنندہ بچے کی پدرانہ حیثیت پر اختلاف کرنے کا حقدار نہیں ہے۔(689-ای)

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار:1999 کی فوجداری اپیل نمبر 83-1082

1994 کے سی آر نمبر 389 میں اڑیسہ عدالت عالیہ کے 17.3.98 کے فیصلے اور حکم سے۔

ونو بھگت اپیل کنندہ کے لیے۔

جواب دہندگان کے لیے جنا کلیان داس۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

شاہ جے:اجازت دی گئی۔

مدعا علیہ No.1-بیوی نے اپنی دیکھ بھال کے لیے عدالتی مجسٹریٹ، نیا گڑھ کے سامنے دفعہ Cr.P.C125 کے تحت 15.3.1989 پر 1989 کا فوجداری متفرق کیس نمبر 26 درخواست دائر کی۔جوڈیشل مجسٹریٹ نے 28.6.1993 کے حکم کے ذریعے مذکورہ درخواست کی اجازت دی اور ماہانہ 400 روپے اس کے لیے اور 200 روپے اس کی بیٹی ڈبلیو ای ایف 15.3.1989 کو کی دیکھ بھال کی منظوری دی۔اس حکم کو شوہر (یہاں اپیل کنندہ) نے فوجداری نظر ثانی نمبر 114/93 میں سیشن کورٹ کے سامنے چیلنج کیا تھا۔نظر ثانی کی درخواست کی سماعت پہلے ایڈیشنل سیشن جج، پوری نے کی،جس نے اپنے فیصلے اور حکم کے ذریعے جزوی طور پر اپیل کنندہ کی نظر ثانی کی درخواست کی اجازت دی اور مدعا علیہ نمبر 1 کو دی گئی دیکھ بھال کا تعین کیا۔تاہم، نابالغ بیٹی کو 200 روپے ماہانہ کی دیکھ بھال کا حکم، جب تک کہ وہ اکثریت حاصل نہ کر لے بشرطیکہ مستقبل میں اضافہ ہو، برقرار رکھا گیا۔

اس فیصلے اور حکم کے خلاف، اپیل کنندہ نے کٹک میں اڑیسہ کی عدالت عالیہ کے سامنے 1994 کی فوجداری متفرق مقدمہ نمبر 1338 دائر کیا۔جواب دہندہ نمبر۔1 بیوی نے 1994 کا فوجداری ترمیم نمبر 389 بھی دائر کیا تھا۔عدالت عالیہ نے دونوں نظر ثانی کی درخواستوں کو ایک ساتھ سنا، اپیل کنندہ کی طرف

سے دائرنظر ثانی کی درخواست کو مسترد کر دیا اور مدعا علیہ نمبر۔1 بیوی کی طرف سے دائرنظر ثانی کی درخواست کی اجازت دی۔عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ یہ متدعویہ نہیں ہے کہ فریقین گاؤں کانٹیلو کے رہائشی ہیں اور متعلقہ وقت پر، اپیل کنندہ بیچلر تھا اور نیا گڑھ میں جونیئر ایمپلائمنٹ آفیسر کے طور پر کام کر رہا تھا۔یہ بھی قبول کیا گیا کہ وہ مدعا علیہ نمبر۔1 کے بڑے بھائی کا دوست تھا اور گاؤں کی ایک سماجی اور ثقافتی تنظیم کے سلسلے میں اکثر ان کے گھر جاتا تھا۔اسے جواب دہندہ نمبر 1 سے پیار ہو گیا اور اس کے ساتھ قربت پیدا کی۔یہ بھی ریکارڈ پر آیا ہے کہ اپیل کنندہ مدعا علیہ نمبر 1 کے ساتھ شادی سے پہلے جنسی تعلقات کی تجویز پیش کر رہا تھا۔ جس سے اس نے مسلسل انکار کیا۔اس کے بعد، اپیل کنندہ نے بھگوان نیلمد ھاب ییجے کے نام پر اس سے شادی کرنے کا عہد لیا اور اس طرح مدعا علیہ نمبر 1 کا یقین حاصل کیا۔اس کے بعد، شریک رہائش کے جواب دہندہ نمبر 1 کی وجہ سے تصور کیا گیا اور اس لیے جواب دہندہ نمبر۔1 نے شادی کا اہتمام کرنے پر اصرار کیا، جسے اپیل کنندہ نے کسی نہ کسی بہانے سے انکار کر دیا۔جواب دہندہ نمبر۔1 نے ریاست کے وزیر اعلی سمیت مختلف حکام کو خط لکھنے کی مختلف کارروائیاں کیں اور بالآخر، اس نے اپیل کنندہ کے دفتر کے سامنے بھوک ہڑتال شروع کر دی۔اس کے بعد سب ڈویژنل افسر اور دیگر افراد کی مداخلت پر گواہوں کی موجودگی میں نیا گڑھ کے بھگوان جگن ناتھ کے مندر میں شادی کا اہتمام کیا گیا۔شادی کے بعد جواب دہندہ نمبر۔1 اپیل کنندہ کے گھر لے جایا جا رہا تھا۔راستے میں، اسے اس بنیاد پر پدرانہ گھر میں رہنے پر آمادہ کیا گیا کہ اس کے والد اسے دلہن کے طور پر قبول نہ کریں۔اس مرحلے پر، وہ حمل کے اعلی درجے کے مرحلے میں تھی۔وہ اپنے والدین کے گھر رہی اور 3 سے 4 دنوں کے اندر اس نے ایک بچی کو جنم دیا، جواب دہندہ نمبر۔2. پارٹیاں پہلے کی طرح الگ الگ رہتی رہیں۔

مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 125 کے تحت کارروائی میں، اپیل کنندہ نے مدعا علیہ نمبر 1 کے ساتھ شادی سے پہلے جنسی تعلقات سے انکار کیا۔اس نے زور دے کر کہا کہ اسے مدعا علیہ نمبر 1 کے ساتھ کسی قسم کی شادی کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔چاقو کی نوک پر؛ کہ اس نے شادی کے لیے رضامندی نہیں دی تھی اور اسے مدعا علیہ نمبر 1 کے ساتھ مالا کا تبادلہ کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔فاضل مجسٹریٹ نے مدعا علیہ نمبر 1 کے معاملے پر یقین کیا۔میں آیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ اپیل کنندہ اور مدعا علیہ نمبر 1 کے درمیان شادی ہوئی تھی بھگوان جگن ناتھ کے مندر میں اور مذکورہ شادی جائز اور قانونی تھی۔مزید یہ مانا گیا کہ اس شادی سے بچہ پیدا ہوا تھا۔نظر ثانی میں، ایڈیشنل سیشن جج نے فریقین کے درمیان شادی کی حقیقت کو یہ کہتے ہوئے قبول نہیں کیا کہ اپیل کنندہ کو چاقو کی نوک پر مالا کا تبادلہ کرنے پر مجبور کیا گیا تھا اور اس لیے قانون کی نظر میں کوئی جائز شادی نہیں

تھی۔لہذا، مدعاعلیہ نمبر 1 کا دعوی دیکھ بھال کے لیے کومسترد کر دیا گیا۔تاہم، انہوں نے مدعاعلیہ نمبر 1 کی درخواست کوقبول کرلیا۔وہ بچہ شادی سے پہلے کے تعلقات کی وجہ سے پیدا ہوا تھااوراس نے بچے کو دیکھ بھال فراہم کرنے کے حکم کی تصدیق کی۔عدالت عالیہ نے مشاہدہ کیا کہ دفعہ Cr.P.C125 کے تحت کارروائی میں ثبوت کے معیار پر غور کرتے ہوئے یہ نہیں مانا جاسکتا کہ مدعاعلیہ نمبر۔1 شادی قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔عدالت نے مدعاعلیہ نمبر 1 کی طرف سے پیش کردہ شواہد پر بھروسہ کیا۔یہ ماننے کے لیے کہ درحقیقت بھگوان جگن ناتھ کے مندر میں ایک شادی کا اہتمام کیا گیا تھااورشادی کے وقت موجودفوٹوگرافر نے اس کی تصدیق کی تھی۔مدعاعلیہ نمبر 1 کے بھائی کا ثبوت کو مذکورہ نتیجے پر پہنچنے کے لیے بھی حوالہ دیا گیا تھا۔عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کی اس دلیل کومسترد کردیا کہ مذکورہ تقریب کوزبردستی چاقو کی نوک پر منعقد کیا گیا تھااور یہ بھی کہا کہ مدعاعلیہ نمبر 1 پریقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔کہ اپیل کنندہ اور جواب دہندہ نمبر۔1 شادی سے پہلے جنسی تعلقات رکھتے تھے اور یہ کہ بچہ اس رشتے سے پیدا ہوا تھا۔اس حکم کوخصوصی اجازت کے ذریعے ان اپیلوں کو دائر کر کے چیلنج کیا جاتا ہے۔

نوٹس جاری کرنے سے پہلے، اس عدالت نے 12.10.1998 کے حکم کے ذریعے اپیل کنندہ کو مدعاعلیہ نمبر 1 کوقابل ادائیگی دیکھ بھال کے بقیہ بقایاجات جمع کرنے کی ہدایت کی۔چھ ہفتوں کے اندر۔اس کے بعد مدعاعلیہ نمبر 1 کونوٹس جاری کیا گیا۔اوراس کے بعد معاملے کوحتمی تصفیے کے لیے درج کرنے کی ہدایت کی گئی۔16.7.1999 پر، جب معاملہ سماعت کے لیے آیا تو اپیل کنندہ نے دعوی کیا کہ وہ بچے کا باپ نہیں ہے۔مدعاعلیہ نمبر 1 کی جانب سے اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ جواب دہندہ نہیں بچے کی باپیت کا پتہ لگانے کے لیے ڈی این اے ٹیسٹ کروانے کے لیے تیار تھا۔اس مرحلے پر، اپیل کنندہ کے وکیل نے اپیل کنندہ سے ہدایات حاصل کرنے کے لیے چار ہفتوں کا وقت مانگا۔اس کے بعد، جب معاملہ 20.8.1999 پر سماعت کے لیے رکھا گیا تو اپیل کنندہ کے وکیل نے کہا کہ وہ ڈی این اے ٹیسٹ کروانے کے لیے تیار نہیں ہے اوراس لیے، اس عدالت نے حکم دیا کہ "اس کا مطلب ہے کہ اپیل کنندہ بچے کی پدرانہ حیثیت پرتنازعہ کرنے کا حقدار نہیں ہے۔یہ ریکارڈ کیا گیا ہے۔" سماعت کی اگلی تاریخ پر، فریقین کے وکیل کو تفصیل سے سنا گیا اور اپیل کنندہ کے وکیل نے دعوی کیا کہ اپیل کنندہ اور مدعاعلیہ نمبر 1 کے درمیان کوئی جائز شادی نہیں تھی۔اور، اس لیے، عدالت عالیہ کی طرف سے مدعاعلیہ نمبر 1 کو دیکھ بھال کا حکم غیرقانونی ہے اور اس سے الگ کرنے کی ضرورت ہے۔

سماعت کے وقت اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے بچے کی پدرانہ حیثیت متدعو یہ نہیں کیا تھا۔لہذا،

سوال یہ ہے کہ آیا اپیل کنندہ اور مدعا علیہ نمبر 1 کے درمیان شادی نہیں ہے۔ درست تھا یا غلط؟ ہمارے خیال میں، دفعہ 125 Cr.P.C کے تحت خلاصہ کارروائی کے مقصد کے لیے شادی کی صداقت کا تعین فریقین کی طرف سے ریکارڈ پر لائے گئے شواہد کی بنیاد پر کیا جانا چاہیے۔ اس طرح کی کارروائی میں شادی کے ثبوت کا معیار اتنا سخت نہیں ہے جتنا کہ آئی پی سی کی دفعہ 494 کے تحت جرم کے مقدمے کی سماعت میں درکار ہوتا ہے۔ اگر ضابطہ اخلاق کی دفعہ 125 کے تحت کارروائی میں دعویدار یہ ظاہر کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے کہ وہ اور مدعا علیہ شوہر اور بیوی کی حیثیت سے ایک ساتھ رہے ہیں، تو عدالت یہ فرض کر سکتی ہے کہ وہ قانونی طور پر شادی شدہ شریک حیات ہیں، اور ایسی صورت حال میں، جو فریق ازدواجی حیثیت سے انکار کرتا ہے وہ اس مفروضے کی تردید کر سکتا ہے۔ غیر متنازعہ طور پر، مندر میں شادی کے طریقہ کار پر عمل کیا گیا، وہ بھی بھگوان جگن ناتھ کی مورتی کی موجودگی میں، جس کی دونوں فریق پوجا کرتے ہیں۔ اپیل کنندہ نے معروف مجسٹریٹ کے سامنے دعوی کیا کہ مذکورہ شادی دباؤ میں کی گئی تھی اور چاقو کی نوک پر اسے مالا کا تبادلہ کرنے کی ضرورت تھی۔ یہ دلیل ضروری شواہد پیش کرنے سے ثابت نہیں ہوتی۔ ایک بار جب یہ تسلیم ہو جاتا ہے کہ شادی کے طریقہ کار پر عمل کیا گیا تھا تو اس بات کی مزید تحقیقات کرنا ضروری نہیں ہے کہ آیا دفعہ 125 Cr.P.C کے تحت کارروائی میں مذکورہ طریقہ کار ہندو رسومات کے مطابق مکمل ہوا تھا۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے اس عدالت کے اس فیصلے پر بھروسہ کیا جس میں شریمتی یمنا بائی اننت راؤ ادھو بنام اننت راؤ شیورام ادھو اور دیگر (1988) 2 ایس سی آر 809 اور پیش کیا کہ دفعہ 125 Cr.P.C کے تحت ایک خلاصہ کارروائی میں بھی عدالت کو یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ آیا درخواست گزار بیوی قانونی طور پر شادی شدہ بیوی تھی یا نہیں۔ مذکورہ معاملے میں، عدالت نے اس نکتے پر غور کیا کہ آیا ایک ہندو عورت جس نے ہندو میرج ایکٹ، 1955 کے نافذ ہونے کے بعد شادی کی ہے، جس کے ساتھ ایک مرد قانونی طور پر شادی شدہ بیوی رکھتا ہے، دفعہ 125 کے تحت دیکھ بھال کے لیے درخواست برقرار رکھ سکتی ہے۔ اس معاملے میں، عدالت نے عدالت عالیہ کے فیصلے کی تصدیق کی اور اس نتیجے پر پہنچی کہ مقنّنہ نے دفعہ 125 کا فائدہ دینے کا فیصلہ کیا۔ یہاں تک کہ ایک ناجائز بچے پر بھی اظہار الفاظ کے ذریعے لیکن کوئی بھی حقیقی بیوی پر لاگو نہیں ہوتا ہے جہاں شادی ابتدا سے کالعدم ہے۔ یہ شادی کالعدم تھی کیونکہ دفعہ 5 میں دیگر باتوں کے ساتھ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر اس میں مذکور شرائط پوری ہو جائیں تو کسی بھی دو ہندوؤں کے درمیان شادی کی جا سکتی ہے۔ شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ شادی کے وقت کسی بھی فریق کا شریک حیات زندہ نہیں ہے۔ دفعہ 11 کے تحت اس طرح کی شادی کالعدم ہے۔ عدالت نے فیصلہ دیا کہ ہندو رسومات کے مطابق

عورت کی شادی اور زندہ شریک حیات رکھنے والے مرد کی شادی قانون کی نظر میں مکمل طور پر کالعدم ہے اور وہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 125 کے فوائد کی حقدار نہیں ہے۔ ہمارے خیال میں مذکورہ فیصلے کا موجودہ مقدمے کے حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ یہ حقیقی شادی کا معاملہ نہیں ہے اور نہ ہی یہ مانا جا سکتا ہے کہ اپیل کنندہ اور مدعا علیہ نمبر 1 کے درمیان شادی ابتدا میں کالعدم تھا۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جہاں یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ شادی کے وقت ضروری تقریبات نہیں کی جاتی تھیں۔ لہذا موجودہ معاملے میں، ہمیں اس مسئلے پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جب تک کہ دفعہ 5 کی شق (i)، (iv) اور (v) میں بیان کردہ شرائط میں سے کسی ایک کی خلاف ورزی کی بنیاد پر شادی کی منسوخی کا اعلانیہ فرمان حاصل نہ کیا جائے، یہ یک جدی کی کارروائی میں نہیں مانا جا سکتا کہ شادی کالعدم تھی۔ نہ ہی اس بات پر بحث کرنے کی ضرورت ہے کہ مقنّنہ نے یہ فراہم نہیں کیا ہے کہ اگر شادی کی کچھ تقریبات نہیں کی جاتی ہیں تو شادی دفعہ 11 کے تحت قابلِ فسخ ہے یا ہندو میرج ایکٹ کی دفعہ 12 کے تحت قابلِ فسخ ہے۔

اپیل کنندہ کے فاضل وکیل نے اس کے بعد بی ایس لوکھنڈے اور دیگر بنام ریاست مہاراشٹر اور دیگر، (1965) 2 ایس سی آر 837 کے معاملے پر انحصار کیا اور دلیل دی کہ ہندو شادی کی صداقت کے لیے دو تقریبات ضروری ہیں، یعنی مقدس آگ سے پہلے دعا اور سپتا پدی اور یہ فرض کرنے سے پہلے کہ مندر میں کی جانے والی شادی درست تھی، اسے قائم کرنا ضروری ہے۔ اس معاملے میں عدالت اس نتیجے پر پہنچی کہ دفعہ 494 آئی پی سی کے تحت مبینہ جرم کے لیے استغاثہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے کہ شادی ہندو میرج ایکٹ کی دفعہ 7 کے تحت روایتی رسومات کے مطابق کی گئی تھی۔ یہ یقینی طور پر ہندو قانون کے تحت جائز شادی کے لیے ضروری تقاضوں کے مطابق نہیں کی گئی تھی اور اس لیے ملزم کو دفعہ 494، آئی پی سی کے تحت مجرم نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ ہمارے خیال میں، مذکورہ کیس میں عدالت ان شواہد پر غور کر رہی تھی جو آئی پی سی کی دفعہ 494 کے تحت قابل سزا جرم کے لیے فوجداری مقدمے میں ٹرائل کورٹ کے سامنے پیش کیے گئے تھے۔ بڑی شادی کے مقدمے میں، دوسری شادی کو حقیقت ثابت کرنا پڑتا ہے۔ مذکورہ فیصلے کا دفعہ 125 Cr.P.C کے تحت کارروائی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، جو کہ خلاصہ نوعیت کا ہے۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دفعہ 125 Cr.P.C کے تحت درخواست میں منظور کیا گیا حکم بالآخر فریقین کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین نہیں کرتا ہے اور مذکورہ دفعہ کو بیوی، بچوں اور والدین کو دیکھ بھال فراہم کرنے کے لیے خلاصہ تدراک فراہم کرنے کے لیے نافذ کیا گیا ہے۔ اپنے حقوق کا تعین کرنے کے مقصد سے، اپیل کنندہ نے ایک دیوانی مقدمہ بھی دائر کیا ہے، جو ٹرائل کورٹ کے سامنے زیر التوا ہے۔ ایسی صورت حال میں،

اس عدالت نے ایس سیتو راتھنم پلئی بنام بار برا عرف ڈولی سیتو رتھینم، (1971) 3 ایس سی سی 923 میں مشاہدہ کیا کہ دفعہ 488 Cr.P.C، 1898 (دفعہ 125 Cr.P.C کی طرح) کے تحت دیکھ بھال سے انکار نہیں کیا جا سکتا جہاں کچھ شواہد موجود تھے جن پر دیکھ بھال کی منظوری کے نتیجے پر پہنچا جا سکتا تھا۔ یہ قرار دیا گیا کہ دفعہ 488 کے تحت منظور کیا گیا حکم ایک خلاصہ حکم ہے جو آخر کار فریقین کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین نہیں کرتا ہے۔ فوجداری عدالت کا یہ فیصلہ کہ فریقین کے درمیان جائز شادی ہوئی تھی، فریقین کے درمیان کسی بھی سول کارروائی میں فیصلہ کن کام نہیں کرے گا۔

بچے کی پدرانہ حیثیت پر اختلاف نہ کرنے اور اس حقیقت کو قبول کرنے کے بعد کہ شادی کی تقریب انجام دی گئی تھی، اگرچہ قانونی طور پر کامل نہیں ہے جیسا کہ دعوی کیا گیا ہے، اپیل کنندہ کے منہ میں دفعہ 125 Cr.P.C کے تحت کارروائی میں یہ دعوی کرنا مشکل ہوگا کہ کوئی جائز شادی نہیں تھی کیونکہ مذکورہ شادی کے وقت ضروری رسومات انجام نہیں دی گئیں تھیں۔ دفعہ 125 کے تحت اس شق کو سماجی ماحول کا شکار بے سہارا خواتین، بچوں یا والدین کو مقنّنہ کی طرف سے دیے گئے حقوق کو شکست دینے کے لیے استعمال نہیں کیا جانا چاہیے۔ رمیش چندر کوشل بنام مسز وینا کوشل اور دیگر میں، اے آئی آر (1978) ایس سی 1807 کرشنا ایئر، جے دفعہ 125 Cr.P.C کی تشریح سے نمٹتے ہوئے۔ اس طرح مشاہدہ کیا (پیرا 9 میں):

"یہ شق سماجی انصاف کا ایک پیمانہ ہے اور خاص طور پر خواتین اور بچوں کے تحفظ کے لیے نافذ کی گئی ہے اور آرٹیکل 39 کے ذریعے تقویت یافتہ آرٹیکل 15(3) کے آئینی دائرے میں آتی ہے۔ ہمیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عدالتوں کے ذریعے تعمیر کا مطالبہ کرنے والے قوانین کے دفعات ڈرا ہوا پرنٹ نہیں ہیں بلکہ سماجی افعال کو پورا کرنے کے لیے متحرک الفاظ ہیں۔ خواتین اور بچوں جیسے کمزور دفعات کے لیے آئینی ہمدردی کی دل دہلا دینے والی موجودگی کو اگر اس کی سماجی مطابقت ہونی ہے تو اس کی تشریح کو مطلع کرنا چاہیے۔ اس طرح دیکھا جائے تو، دو متبادلات میں سے اس تشریح کو منتخب کرنے میں انتخابی ہونا ممکن ہے جو وجہ کو آگے بڑھاتا ہے -- انحراف کی وجہ۔"

ویمالا (کے) بنام ویرسوامی (کے)، (1991) 2 ایس سی سی 375 میں، شوہر کی اس دلیل سے نمٹتے ہوئے کہ سائل بیوی کے ساتھ دوسری شادی اس بنیاد پر کالعدم تھی کہ اس کی پہلی شادی چل رہی تھی، اس عدالت نے فیصلہ دیا کہ دفعہ 125 Cr.P.C۔ اس کا مقصد ایک سماجی مقصد حاصل کرنا ہے اور اس لیے وہ قانون جو دوسری بیوی کو اپنے شوہر سے دیکھ بھال حاصل کرنے سے اس واحد وجہ سے محروم کرتا ہے کہ شادی کی تقریب اگرچہ روایتی شکل میں انجام دی جاتی ہے لیکن اس میں قانونی تقدس کا فقدان ہے، اس کا اطلاق

صرف اس صورت میں کیا جا سکتا ہے جب شوہر تسلی بخش طور پر قانونی اور جائز شادی کے وجود کو ثابت کرتا ہے، خاص طور پر جب ضابطہ اخلاق میں موجود شق سماجی انصاف کا ایک پیمانہ ہے جس کا مقصد خواتین اور بچوں کی حفاظت کرنا ہے؛ بدکاری اور غربت کو روکنا؛ یہ ویران بیوی کو خوراک، لباس اور پناہ کی فراہمی کے لیے ایک تیز تر علاج فراہم کرتا ہے اور اس طرح مشاہدہ کیا:

"جب شوہر کی طرف سے نظر انداز شدہ بیوی کے اس دعوے کو منفی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جس میں اسے اس مخصوص درخواست پر رکھا ہوا ہے کہ وہ پہلے ہی شادی شدہ تھا، تو عدالت پہلے کی شادی کے سخت ثبوت پر اصرار کرے گی۔"

اسی طرح، سنتوش (شریمتی) بنام نریش پال، (1998) 8 ایس سی سی 447 میں اس دلیل سے نمٹتے ہوئے کہ بیوی نے یہ ثابت نہیں کیا تھا کہ وہ قانونی طور پر شادی شدہ بیوی تھی کیونکہ اس کا پہلا شوہر زندہ تھا اور اس کی شادی کی تحلیل نہیں ہوئی تھی، اس عدالت نے اس طرح فیصلہ دیا:

"دفعہ 125 Cr.P.C کے تحت دیکھ بھال کی کارروائی میں فاضل مجسٹریٹ سے فریقین کی ازدواجی حیثیت کے بارے میں پہلی نظر میں مطمئن ہونے کے بعد مناسب احکامات جاری کرنے کی توقع کی جاتی تھی۔ یہ واضح ہے کہ مذکورہ فیصلہ کسی بھی سول کارروائی میں حتمی حکم کے تابع عارضی فیصلہ ہوگا، اگر فریقین کو اپنانے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔"

لہذا، ہمارے خیال میں اس ثبوت سے جو پیش کیا جاتا ہے اگر مجسٹریٹ دفعہ 125 Cr.P.C کے تحت کارروائی میں شادی کی کارکردگی کے حوالے سے پہلی نظر میں مطمئن ہے۔ جو خلاصہ نوعیت کے ہیں، ضروری رسومات کی کارکردگی کے سخت ثبوت کی ضرورت نہیں ہے۔ دفعہ 125، Cr.P.C کے تحت دیکھ بھال کے حکم سے ناراض فریقین میں سے کوئی بھی فریق حیثیت کے اعلان کے لیے سول عدالت سے رجوع کر سکتا ہے کیونکہ دفعہ 125 کے تحت منظور کردہ حکم بالآخر فریقین کے حقوق اور ذمہ داریوں کا تعین نہیں کرتا ہے۔

نتیجے میں، اپیلوں کو مسترد کر دیا جاتا ہے اور اخراجات کی مقدار 5,000 روپے مقرر کی جاتی ہے۔

وی۔ ایس۔ ایس۔

اپیلیں مسترد کر دی گئیں۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this document